

ایسے تھے کہ شکاری بھی اپنی اپنی جھوپڑیوں میں دیکھنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ ایسے موسم میں کوئی دیوانہ ہی شکار کی سوچ سکتا ہے۔ لیکن جو شخص برف سے ڈھکی زمین پر گھسٹتے ہوئے قدم اٹھاتا

موسم سرما آدھا گزر چکا تھا۔ کینڈا کے اس خطہ زمین پر ہفتوں سے برف باری ہو رہی تھی۔ طوفانی ہوائیں غراتیں، یڑیاں بجاتیں۔ ہر چیز برف کی دھیرے میں دب کر رہ گئی تھی۔ موسم کے تیور

ایک شکاری اور برفانی ریچھ کے مابین ہونے والی سنسنی خیز کشمکش

آتش زیرِ پیا شکاری کا قبضہ۔ ایک عالم دیوانگی اُسے برف زار میں بھٹکا رہا تھا۔ وہ ہر قیمت پر اپنے بھائی کے قاتل ریچھ سے انتقام لینا چاہتا تھا لیکن جب اُن دونوں کا سامنا ہوا تو جذبہ انتقام بقا کی جنگ میں بدل گیا۔ اور جنگل کے قانون بقا کے مطابق اپنی جان بچانے کے لیے دوسرے کی جان لینی ضروری ہوتی ہے۔

## شکار اور شکاری

علیم شام





ہی لکھا تھا۔

اس کا بھائی اس سے بہت مختلف تھا۔ اسے شکار سے عشق تھا۔ اس نے پرانی یادیں تازہ کرنے کے لیے دوبارہ اس علاقے کا رخ کیا تھا لیکن یادیں تو کیا تازہ ہوئیں، وہ شکار کرنے کے بجائے اپنی بیسیوں سالگرہ منانے سے پہلے خود ہی شکار ہو گیا۔

انٹی کے پیش منظر میں ایسا وہ درختوں کی قطار دیکھ کر اس نے راستہ بدلا اور ان درختوں کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ سرخ بدلتے کے بعد وہ جسم میں اتر جانے والی سرد ہوا کے مقابل اٹھ گیا تھا۔ سرد ہوا اس کے گرم کپڑوں سے گزر کر جسم کو چھیدی اور ہڈیوں میں اترتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے رات گلی اپنے ہاتھ میں اور مضبوطی سے تھام لی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا، ممکن ہے یہاں میری تلاش ختم ہو جائے۔

اس تلاش کا آغاز پانچ دن پہلے ہوا تھا۔ اس نے شہر کی رنگینیاں چھوڑ کر برف سے ڈھکے اس جہنم کا رخ کیا تھا۔ اس کے دل میں بس ایک ہنونی خواہش یک رہی تھی، جس نے اسے درپیش خطرات کے بارے میں سوچنے تک نہیں دیا تھا۔ وہ خواہش تھی انتقام کی لیکن بہر حال خطرات بہت بڑی اور سنگین حقیقت تھی موسم بہت سفاک تھا۔ ایسا کہ آدمی چلتے چلتے اچانک ٹھنڈ میں غمد ہو کر ختم ہو جائے۔ یہ وہ خطرہ تھا، جو ہر لمحے موجود تھا۔ پھر بھوکے بھیڑیوں کے غول بھی کوئی معمولی خطرہ نہیں تھے۔ یہی نہیں اور مسائل بھی تھے جو ہر لمحہ درپیش تھے لیکن وہ اس کا نہ کچھ کو ختم کرنے کی اندھی خواہش کے زور پر بغیر کچھ سوچے سمجھے نکل کھڑا ہوا تھا۔ بس اس نے سادہ سی ایک احتیاطی تدبیر کا بہر حال خیال رکھا تھا۔ اصل شکار پر نکلنے سے پہلے اس نے اپنے لیے ایک چھوٹا سا غار تلاش کر لیا تھا، جس میں اس نے اپنا خوراک کا ذخیرہ محفوظ کر دیا تھا۔ اس غار میں وہ سو بھی سکتا تھا۔

اب وہ درختوں کے جھنڈ کے خاصا قریب پہنچ چکا تھا اور دیکھ سکتا تھا کہ وہ درحقیقت ایک جنگل کی سرحد کی حیثیت رکھتے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اپنے غار سے نکلنے کے بعد وہ اس طرف آیا تھا۔ وہ ہر روز یک چشم رینگھ کی تلاش میں لکھتا اور دن بھر کی بے سود جستجو کے بعد اپنے مسکن یعنی اس غار کا رخ کرتا۔

اس نے اپنے قدم تیز کر دیے، اس کی سانس معمول سے تیز چل رہی تھی۔ اس کی سانسوں سے بخارات کا جو چھوٹا سا بادل بنتا تھا، وہ اس کے آگے آگے چل رہا تھا اور تو کوئی وجہ نہیں تھی۔ بس اس کی جبلت اسے بتا رہی تھی کہ درختوں کے اس جھنڈ میں پہنچنے کے بعد یک چشم رینگھ سے اس کا لازمی سامنا ہو گا۔

درختوں کے درمیان پہنچ کر وہ دبے پاؤں ایک تنے سے دوسرے تنے تک چلتا رہا۔ اس وقت وہ مجسم سماعت بنا ہوا تھا۔ ہوا بہت شور مچا رہی تھی۔

قریب ہی ایک شاخ ٹوٹی اور برف پر گر گئی۔ اچانک ہی چپے

آگے بڑھ رہا تھا، دیوانہ ہرگز نہیں تھا۔ اگرچہ اس کی آنکھوں میں ایک وحیانہ چمک تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں رات گلی تھی۔ دوسرے سے وہ اپنے چہرے پر گرنے والی برف ہٹا رہا تھا۔ اس کے قدموں میں لڑکھڑاہٹ تھی۔

وہ جوان آدمی تھا۔ اس کی عمر پچیس سے زیادہ ہرگز نہیں تھی۔ اس کا لباس موسم کے لحاظ سے مناسب ترین تھا۔ پیروں میں ایسے جوتے تھے، جنہیں پن کر برف پر چلنا آسان ہوتا ہے۔ رات گلی کو اس نے جس انداز میں اٹھایا ہوا تھا اس سے لگتا تھا کہ وہ کوئی پیشہ ور شکاری ہے لیکن کچھ باتیں ایسی تھیں کہ کوئی تجربہ کار شکاری انہیں ایک نظر دیکھ کر اسے شوقہ شکاری قرار دے دیتا۔ اس کا لباس اور دیگر چیزیں بالکل نئی تھیں۔ اس کی حرکت بے مقصد محسوس ہوتی تھی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اس موسم میں اس علاقے میں شکار کرنے کی غرض سے کوئی ہوش مند انسان نہیں نکل سکتا تھا۔ ایسا شخص یا تو پاگل ہو گیا یا احمق کیوں کہ یہاں موت انسان پر بے حد متنوع روپ میں حملہ آور ہوتی تھی اور جو لوگ اس بات سے واقف تھے، وہ اپنے گھروں میں بیٹھنے ہی میں عافیت جانتے تھے۔

وہ شخص اس علاقے میں بارہا شکار کھیل چکا تھا لیکن یہ بہت... بہت پہلے کی بات تھی۔ کم از کم اس وقت تو اسے ایسا ہی لگ رہا تھا۔ وہ بہت دور کے... بہت دھندلے دن تھے، جب وہ اور اس کا بھائی باپ کی محتاط نگرانی میں یہاں شکار کھیلتے تھے اور کم از کم اس کی حد تک وہ خوش گوار دن بھی نہیں تھے کیوں کہ اسے شکار کرنا اور خون بہانا اچھا نہیں لگتا تھا اور جب ان کا گھرانہ شہر منتقل ہوا تو اس نے بڑے خلوص سے خدا کا شکر ادا کیا تھا۔ وہ بہت خوش تھا اور وہ تبدیلی اسے اس ماحول سے اتنا دور لے گئی تھی کہ رات گلی لے کر شکار کے لیے نکلنے کا تصور بھی اس کے لیے ایک واہمہ بن کر رہ گیا تھا۔

اس کے باوجود وہ ایک جانور کے شکار کے لیے نکلنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ پرسکون حالت میں نہیں... تفریح کے لیے نہیں... بلکہ ایک جنون کے تحت۔ اس نفرت کی خاطر، جو اس کے دل میں معقولیت سے ماورا ہو کر مچلی تھی۔ وہ نفرت دو ہفتے سے اس کے سینے میں دھک رہی تھی۔ دو ہفتے پہلے اس نے اخبار میں ایک چھوٹی سے خبر پڑھی تھی۔ خبر اس کے چھوٹے بھائی سے متعلق تھی، جس کی مختصری ہوئی لاش برف پر پڑی پائی گئی تھی۔ وحیانہ بچوں نے اس کا لباس تار تار کر دیا تھا۔ ایک ٹوٹی پھوٹی رات گلی اس کے پہلو میں پڑی تھی۔

یہ اس بڑے یک چشم کی کاگزاری تھی جو اب اس علاقے میں دیوالا کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ مقامی رپورٹر نے خبریں اس کے پچھلے کارناموں پر بھی روشنی ڈالی تھی۔ انداز ایسا تھا جیسے یک چشم کو سراہا جا رہا ہو۔ خبر میں اس کے بھائی کے متعلق تو برائے نام



## پانی

امریکا کے ایک گاؤں میں ایک اجنبی شراب خانے میں داخل ہوا اور اس نے باریٹنڈر سے ایک گلاس میں ٹھنڈا پانی طلب کیا۔ اسے خالی کر کے اس نے دوسرا گلاس پانی مانگا پھر تیسرا اور چوتھا۔ چار گلاس ٹھنڈا پانی پینے کے بعد وہ اٹھا اور چل دیا۔

باریٹنڈر نے اسے شرمندہ کرنے کے لیے واپس بلایا اور کہا۔ ”اگر تم جیسے دو چار گاہک روزانہ آنے لگیں تو میں کرچکا کاروبار۔ بڑے مزے سے تم نے چار گلاس پانی پیا اور کیسے اطمینان سے ٹہلے ہوئے باہر چل دیے۔“

”تمہارے خیال میں کیا مجھے پانی پینے کے بعد لڑکھڑاتے ہوئے باہر جانا چاہیے تھا؟“ اجنبی نے برا مناتے ہوئے سوال کیا۔

محسوس ہوا۔ یہ محسوس کر کے اس پر دہشت طاری ہونے لگی کہ ریچھ دوسرے ہاتھ سے اس کی کمر کو گرفت میں لینے والا ہے۔ اس نے رائفل بلند کی اور اس کے دستے سے وحشانہ انداز میں ریچھ کے جڑے کے نیچے بھرپور ضرب لگائی۔ ریچھ کی ٹانگوں میں ہلکی سی لڑکھڑاہٹ نظر آئی۔ اب وہ بہت غصے میں تھا، جیسے اس پر ناراض ہو کہ انسان موت کے ست رو قفس میں اس کا ہم قدم بننے سے انکاری ہے۔

ریچھ کی گرفت سے آزاد ہوتے ہی شکاری نے پھر اندھا دھند رائفل گھمائی۔ رائفل کا دستہ ریچھ کی کنبٹی کے قریب لگا۔ وہ ضرب کسی انسان کے لگی ہوتی تو وہ فوراً ختم ہو جاتا لیکن ریچھ نے محض سر جھٹکا اور پھر رائفل کی طرف اپنے دونوں نیچے بڑھائے اگلے ہی لمحے وہ نیچے مضبوطی سے رائفل پر جم گئے۔

شکاری کے ذہن میں بس ایک خیال تھا۔ میرا بھائی اسی طرح موت سے ہم کنار ہوا ہو گا۔ اسے وہ ٹوٹی پھوٹی، مڑی تڑی رائفل یاد آئی، جو اس کے بھائی کی لاش کے پاس ملی تھی۔

پھر نہ جانے کیسے اس کی ٹوٹی ہوئی انگلیاں ٹریگر تک پہنچ گئیں۔ اس نے جھٹکے سے ٹریگر پر دباؤ ڈالا۔ کھنے درختوں کے درمیان فائر کی آواز دیر تک گونجتی رہی۔ درختوں کی شاخوں پر جمی ہوئی برف کئی لمحوں تک نیچے گرتی رہی۔

ریچھ بدستور اپنی جگہ کھڑا تھا۔ اسے جیسے کوئی نقصان نہ پہنچا ہو۔ اس کی اکھوتی آنکھ میں غیظ و غضب کا تاثر نظر آ رہا تھا۔ اس نے رائفل کو ایک زوردار جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا۔

شکاری کو احساس ہو گیا کہ یوں ریچھ سے مقابلہ کرنا اس کے لیے ممکن نہیں، چنانچہ اس نے بددق کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور پیچھے

ہواؤں گئی۔ وہ ٹھٹک کر اپنی جگہ جم گیا۔ اس آواز سے اس آہٹ کا پتہ ہو گیا کہ اس کی تلاش اپنے کامیاب اختتام کو پہنچ چکی ہے۔

درختوں کے درمیان ایک چڑیا پر پھڑپھڑاتی آڑی۔ وہ پلک جھپکتے میں بے ساختہ رائفل کو فائر کرنے کی پوزیشن میں لے آیا۔ اس کی نگاہوں نے چند لمحے آڑی ہوئی چڑیا کا تعاقب کیا تب اسے اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ اس نے رائفل جھکالی اور وہ بہت آہستگی سے آگے بڑھا۔

غیر متوقع خاموشی نے اس کی سماعت کو اور تیز کر دیا تھا۔ اسے بہت موہوم سی آوازیں بھی صاف سنائی دے رہی تھیں۔ برف گرنے کی آواز۔ کسی پرندے کی موہوم سی چپکاس۔ سردی سے چٹختی ہوئی کسی شاخ کی مڑاؤیت چرچراہٹ۔ یہ تمام آوازیں جنگل کی مخصوص آوازوں میں مکمل مل کر ایک عجیب سا پُرہول سازینہ ترتیب دے رہی تھیں۔

کچھ آگے جا کر اسے ایک ہرن کی ہڈیاں پڑی نظر آئیں۔ ان کی ترتیب بتاتی تھی کہ بھیرے ان تک نہیں پہنچ سکے تھے۔ بھیروں کا خیال آتے ہی اس کے جسم میں ہلکی سی تھر تھراہٹ دوڑ گئی۔ پہلی بار ایسا ہوا کہ بھیروں کے کسی غول سے سامنا ہونے کے خیال نے اسے خوفزدہ کر دیا۔ بھیرے جتنے بھوکے ہوں، اتنے ہی دلیر اور سفاک ہو جاتے ہیں۔ وہ جانتا تھا کہ بھیروں کے غول سے پالا پر گیا تو پچھا محال ہو گا۔

اس نے ہڈیوں سے نظریں ہٹاتے ہوئے سر گھمایا تو ایک لمحے کو اس کی سانس، رک گئی۔ اس سے صرف چند قدم کے فاصلے پر بڑھ چاک چٹم کھڑا تھا۔

ایک طویل لمحے تک وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ ریچھ اپنے قدموں پر جمبول رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ ایک نیم دائرے میں مشینی انداز میں حرکت کر رہے تھے۔ شکاری حیرت سے اپنی جگہ جم کر رہ گیا۔ وہ اس کی خالی آنکھ کو دیکھ جا رہا تھا جو ڈھیلے سے محروم تھی۔ وہ شاید کسی انسان سے مقابلے کا شاخسانہ تھا اور شاید اس انسان نے اس آنکھ کے بدلے اپنی جان گنوائی ہوگی۔

عین اس لمحے میں جب ریچھ اس کی طرف بڑھا، شکاری نے رائفل تانی اور بے ساختہ ٹریگر دبا دیا۔ وہ رائفل کا دستہ ٹھٹک طرح سے اپنے کندھے پر جما بھی نہیں سکا تھا اور اس نے نشانہ بھی نہیں لیا تھا۔ چنانچہ جھٹکے نے اس کے جسم کا توازن بگاڑ دیا۔ اسے صرف یہ اندازہ لگانے کی مہلت ملی کہ یا تو اس کا نشانہ خطا ہوا ہے یا ریچھ صرف کسی حد تک زخمی ہوا ہے۔ اگلے ہی لمحے ریچھ اس پر آ پڑا تھا۔

اس نے بڑی مشکل سے جھکائی دی۔ ریچھ کا خوں خوار پنجہ اس کے سر سے صرف چند انچ دور سے گزرا۔ ریچھ کی بدحوادہ ہمت اس کے رخسار کو چھو رہی تھیں۔ اسے اپنا رخسار جلتا



بٹنے لگا۔ بے بسی کے عالم میں اس نے کمر سے بندھی ہوئی میان پر ہاتھ مارا، جس میں اس کا شکاری چاقو رکھا تھا۔ ریچھ رائفل پر غصہ اتارنے میں مصروف تھا۔ رائفل لکڑی اور دھات کے ایک ناکارہ ڈھیر کی صورت اختیار کر گئی تھی۔

رائفل کو ایک طرف پھینکنے کے بعد ریچھ پھر اس پر جھپٹا، اس کی پھرتی حیرت انگیز تھی۔ شکاری بھی آگے بڑھا۔ وہ ریچھ کے پنجوں کی حرکت کے مطابق جھکائیاں دے رہا تھا۔ اندازاً باکروں کا سا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی بقا کی واحد صورت یہ ہے کہ وہ اپنے چاقو سے ریچھ کے دونوں کندھوں کے درمیان مسلک وار کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

اس نے اپنا چاقو والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور وحشیانہ انداز سے ریچھ کے دل کا نشانہ لیا۔ آخری لمحے میں ریچھ جیسے اس کا ذہن پڑھ لینے میں کامیاب ہو گیا ہو، ریچھ بڑی پھرتی سے ایک جانب ہٹا۔ چاقو ریچھ کی بالدار کھال پر پھسلا اور اس کے کندھے میں اتر گیا۔ شکاری چاقو کو وہیں گڑا جھوڑ کر پیچھے ہٹا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس کا آخری موقع ضائع ہو گیا ہے۔

اب شکاری اپنی تقدیر پر شاکر تھا۔ وہ ایک درخت سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے آنکھیں موند لیں اور تن یہ تقدیر ہو گیا۔ اس کے ساتھ جو کچھ ہونے والا تھا اس کا تصور کر کے اس پر لرزہ چڑھ رہا تھا لیکن جب ایک منٹ گزر جانے کے باوجود کچھ نہیں ہوا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔

ریچھ تکلیف کی شدت سے عملاً تاج رہا تھا۔ چاقو بدستور اس کے کندھے میں پیوست تھا اور وہ نیچے مار کر بار بار اسے نکالنے کی کوشش کیے جا رہا تھا۔ اسے شکاری کی موجودگی کا احساس تک نہیں تھا پھر وہ اسی طرح تاجتا ہوا جنگل کی بندرتج بڑھتی ہوئی تاریکی میں گم ہو گیا۔

شکاری کو اپنی خوش قسمتی پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا درختوں کے جھنڈ سے نکلا۔ وہ نہ صرف زندہ تھا بلکہ بخیر و عافیت بھی تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ خیریت کتنی دیر تک ہے۔ اسے کوئی خوش قسمی نہیں تھی۔ جنگل ریچھ کی کرب ناک چیزوں سے گونج رہا تھا۔ شکاری جانتا تھا کہ کچھ دیر میں ریچھ اپنے کندھے میں پیوست چاقو نکالنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ ..... اور وہ اسے ختم کرنے کا مصمم ارادہ لے کر تیزی سے اس کے پیچھے آئے گا۔ بالکل اسی طرح جیسے وہ ریچھ کو تلاش کر کے ختم کرنے کے ارادے سے نکلا تھا۔

شکاری کو معلوم تھا کہ اس لمحے سے شکاری کی حیثیت شکاری اور شکار کی حیثیت شکاری کی ہوگی۔

شکاری کی عافیت صرف اس میں تھی کہ وہ کسی طرح اپنے غار۔ اپنے مسکن تک پہنچ جائے۔ وہاں ایک رائفل اور خاصی بڑی مقدار میں ایمونیشن بھی موجود تھا لیکن غار وہاں سے تین میل

دور تھا اور اب اندھیرا بھی بڑھ رہا تھا۔ وہ دعا کر رہا تھا کہ کاش ریچھ بھی اس کی طرح ایک نااہل شکاری ثابت ہو۔ لیکن اس دعا کی قبولیت کا امکان کم ہی تھا۔ یہ وہ ریچھ تھا جس کی داستانیں علاقے میں دیوالا کی سی حیثیت اختیار کر گئی تھیں۔

نیچے جھکے ہوئے بادل اب سیاہ معلوم ہو رہے تھے لیکن برف کی بے پناہ سفید سطح سے اچھی خاصی روشنی منعکس ہو رہی تھی۔ اس روشنی میں اس کے لیے اپنے غار کا راستہ تلاش کرنا کچھ دشوار نہیں تھا۔ وہ ہانپتا ہوا تھکا ہوا نظر تک پہنچا ہوا اس سفید چادر پر دوڑنے لگا جو افق تا افق پھیلی ہوئی تھی اور آسمان کو چھوئی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

اسے دوڑتے ہوئے آدھا گھٹنا ہو گیا تھا۔ اب ذرا اس کے دل میں امید جاگی تھی، اس نے پلٹ کر دیکھا۔ عقب میں کوئی متحرک نظر نہیں آیا۔ امید بھرتو تھی۔ لیکن بچ جانے کے یقین کے مقابلے میں بہت کمزور چیز تھی۔ اور بچ نکلنے کے یقین سے وہ اب تک محروم تھا۔ اس کی معقول وجہ بھی تھی، اگر ریچھ اس کا پچھا شروع کر چکا ہے تو اس کے باوجود کہ ابھی وہ اس کے جیل خانہ میں داخل نہیں ہوا ہے، اس کی رفتار بہر حال بہت زیادہ ہوگی۔ گاما فاصلہ طے کرنے میں اس کے مقابلے میں چوتھائی وقت لے گا اور شکاری جانتا تھا کہ ابھی ایک میل کی مسافت باقی ہے خوش بختی نے ساتھ دیا تو وہ غار تک پہنچ جائے گا پھر وہ بھری ہوئی رائفل لے کر ریچھ کی آمد کا انتظار کرے گا اور اس بار وہ پکا نشانہ لے گا۔

عین اسی لمحے اسے وہ شے نظر آئی۔ وہ سیاہ متحرک نقطوں کی ایک پتلی سی لکیر تھی جو برف پر بل کھاتی چلی آ رہی تھی جیسے کوئی سانپ رنگ رہا ہو۔ وہ اس سے کوئی آدھا میل پیچھے تھی۔ شکاری کی سانس رکنے لگی۔ بھڑپے!

اس نے وحشت زدگی سے اِدھر اُدھر دیکھا، جیسے امید ہو کہ کہیں کوئی پناہ گاہ مل جائے گی لیکن وہاں تاحہ نظر سرد سفید برف کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ اس نے اپنی توجہ پھر بھینڑوں کی طرف مبذول کی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بھڑپے آخر اس انداز میں حرکت کیوں کر رہے ہیں۔ پہلے بائیں جانب، پھر دائیں جانب۔ پھر بات اس کی سمجھ میں آئی اور وہ خوفزدہ ہو گیا۔ وہ ایک خوشبو کے تعاقب میں تھے اور وہ خوشبو اس کی اپنی تھی۔

اس بار وہ دیوانہ وار بھاگ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں بس ایک خیال تھا۔ ایک میل... صرف ایک میل کا فاصلہ طے کر لوں تو میں محفوظ ہوں۔ وہ اندھا حد بھاگ رہا تھا۔ جانتا تھا کہ وقت اس کے لیے تنگ ہوتا جا رہا ہے۔

خوف اسے یوں چاٹ رہا تھا جیسے وہ کوئی جسمانی تکلیف ہو۔ اس میں بہت نہیں تھی کہ پلٹ کر دیکھے۔ اسے ڈر تھا کہ پلٹ کر دیکھا تو اس کے اعصاب جواب دے جائیں گے اور پھر پلٹ کر دیکھنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ پلٹ کر دیکھے بغیر اس نے بان لایا



تھا کہ اس کے اور بھیڑیوں کے درمیان کا فاصلہ سٹ رہا ہے۔ رات کے سنائے میں ان کی غرائیں اسے صاف طور پر سنائی دے رہی تھیں۔

اس کی ٹانگیں دکھ رہی تھیں۔ پھپھڑوں میں جیسے آگ بھرمی تھی مگر وہ بھاگے چلا جا رہا تھا۔ ہر لمحے اسے دھڑکا ہوا کہ اس کی ٹانگ کسی بھیڑیے کے سبب جڑے میں آنے والی ہے۔

عین اس وقت جب اس نے محسوس کیا کہ اب مزید بھاگنا اس کے لیے ناممکن ہے، اسے غار نظر آگیا۔ غار کا دہانہ ایسے کسی سوراخ سے کچھ ہی بڑا تھا جو برف میں بہت گہرائی تک کر دیا گیا ہو۔

اس نے اپنے وجود کی کسی ان جانی گہرائی سے بچی کچی توانائی جمع کی اور غار کی طرف لپکا۔ تحسک اور خوف سے نڈھال وہ سبکیاں لے رہا تھا۔ آخر کار اس نے ہمت کر کے پلٹ کر دیکھا۔ بھیڑیے اس سے صرف پچاس گز پیچھے تھے۔ بھاگتے ہوئے ان کے پیٹ زمین سے لگے ہوئے تھے۔

شکاری نے تیزی سے چند گز کا فاصلہ طے کیا اور پھر غار میں چھلانگ لگا دی۔ اندر اندھیرا تھا۔ اس نے ہاتھوں سے ٹٹول ٹٹول کر رائفل تلاش کی، کارٹوسوں کا ایک کلب بھی اسے مل گیا۔ باہر گہری خاموشی تھی!

اس نے بے حد احتیاط سے سر باہر نکال کر دیکھا۔ بھیڑیے بڑی خاموشی سے غار کے گرد بیٹھے تھے۔ ان کا انداز بے ضرر پالتو کتوں کا سا تھا، جو اپنے سامنے راتب ڈالے جانے کے منتظر ہوں۔ شکاری نے تنہی سے سوچا۔ .... میں ان کا راتب ہی تو ہوں۔ اس نے قریب ترین بیٹھے بھیڑیے کا نشانہ لے کر فائر کیا۔ بھیڑیا ہوا میں اچھلا۔ فضا میں فائر کی گونج اور مرتے ہوئے بھیڑیے کی غراہٹ کھل مل گئی۔ اس کے زمین پر گرنے سے پہلے ہی اس کے ساتھی اس پر جھپٹ پڑے تھے۔ شکاری بھیڑیوں کو بھیڑیے کی لاش چیرتے پھاڑتے دیکھتا رہا۔ یہ سوچ کر اس کی طبیعت بگڑنے لگی کہ وہ خود اس انجام کے کتنا قریب پہنچ گیا تھا۔

اس نے دوبارہ رائفل اٹھائی اور اس وقت تک بھیڑیوں پر فائر کرتا رہا، جب تک کلب ختم نہ ہو گیا۔ بھیڑیے ترہتر ہو گئے۔ اس بار تین بھیڑیے ہلاک ہوئے تھے۔ اس نے مزید کلب تلاش کرنے کی کوشش کی پھر اسے یاد آیا کہ ایمونیشن غار کے پچھلے حصے میں پڑے کھلے باکس میں رکھا ہے۔

وہ غار کے پچھلے حصے کی طرف گیا۔ اس نے ایک کلب نکالا۔ کلب اسے غیر معمولی طور پر ہموار اور بے حد سرد محسوس ہوا، پھر اچانک اسے شاک لگا۔ اسے محسوس ہوا کہ گولیاں ایک دوسرے سے جڑ کر جم گئی ہیں اور ان پر برف کی ہلکی سی تہ جمی ہوئی ہے۔ اس نے بکس میں ٹٹولنا شروع کیا۔ اپنا دل اسے حلق میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ ایک ایک کر کے کلب باہر نکالتا رہا۔ ہر کلب کا وہی حال تھا۔ بکس کے بالکل نچلے حصے میں اسے صرف ایک ایسا کلب

ملا جو قابل استعمال تھا۔ اس نے چلتے ہوئے سوچا۔ چلو، قصہ ہی ختم ہوا۔ ایک کلب میں آٹھ گولیاں تھیں جب کہ باہر کم از کم ایک درجن بھیڑیے موجود تھے۔ سات گولیاں بھیڑیوں کے لیے اور آخری... اس نے آزدگی سے سوچا۔ آخری گولی میرے لیے! باہر اچانک ہنگامہ سا برپا ہو گیا۔ غرائیں ابھریں، وہ تیزی سے غار کے دہانے کی طرف بڑھا۔ ”لو... ایک اور امیدوار آپہنچا۔“

بڑھایا۔ اور یہ حقیقت تھی۔ باہر رینگھ بھی وارد ہو گیا تھا۔ بھیڑیوں کا غول رینگھ پر جھپٹ رہا تھا اور رینگھ اپنی بھیلی ٹانگوں پر کھڑا بہت موثر انداز میں ہاتھ چلائے جا رہا تھا۔ ذرا دیر میں دو بھیڑیے ڈھیر ہو گئے۔ شکاری نے رائفل تانی اور اس بار بھی احتیاط سے کام لیا۔ وہ ایک ایک کر کے بھیڑیوں کو نشانہ بنا رہا تھا۔ اس نے چھ فائر کیے۔ اب اس کے پاس صرف دو گولیاں رہ گئی تھیں۔ اس نے فائرنگ روکی تو اس وقت پانچ بھیڑیے زندہ تھے۔ رینگھ نے ایک ہی گردن توڑ دیا۔ ایک اور بھیڑیے کو ٹھکانے لگا دیا۔ باقی چاروں بھیڑیے کرسہ آواز میں روتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

اب صرف تم اور میں رہ گئے ہیں۔ شکاری نے سوچا۔ اس نے بڑی احتیاط سے رائفل تانتے ہوئے نشانہ لیا۔ بھیڑیوں کی لاشوں کے درمیان کھڑے رینگھ نے کوئی حرکت نہیں کی۔ وہ بس اپنی اکلوتی آنکھ سے اسے گھورتا رہا۔ شکاری نے بہت آہستگی سے رائفل جھکالی۔ اسے یہ خیال اچانک ہی آیا تھا کہ بہر حال رینگھ نے اس کی جان بچائی ہے۔ یہی نہیں، اس کی چھچکاہٹ کا ایک اور سبب تھا۔ زندگی میں پہلی بار اسے احساس ہوا تھا کہ ایک ایسے جانور کی زندگی کیسی ہوتی ہے جسے شکار ہونے کا ڈر ہو۔ یہ قانون تھا ہے کہ اپنی جان بچانی ہے تو دوسرے کی جان لو۔ رینگھ نے اس کے بھائی کے ساتھ یہی تو کیا تھا۔ رینگھ ایک جانور تھا۔ عقل و فہم سے عاری۔ ایک جانور جو اپنی بھائی کی جنگ لڑ رہا تھا۔

میں اس جانور کو کیسے مار سکتا ہوں؟ شکاری نے افسردگی سے سوچا۔ اس نے رائفل اپنے سامنے رکھ لی اور دل ہی دل میں موعا کرنے لگا کہ رینگھ اس پر حملہ آور نہ ہو۔

رینگھ اسے گھورتا رہا۔ پھر اچانک جیسے اس نے اپنے سامنے موجود خطرناک مخلوق کی سوچ پڑھ لی۔ وہ بیٹھا اور پلٹ کر چاروں ہاتھوں پیروں پر چل کر واپس جانے لگا۔ شکاری اسے واپس جانے دیکھتا رہا۔ .... یہاں تک کہ دیکھنا ممکن نہیں رہا۔ پھر وہ غار میں واپس آیا اور سونے کی تیاری کرنے لگا۔ اس کا ذہن اس کی روح پر سکون ہو گئی تھی۔

THE HUNTER AND THE HUNTED  
ANDRIAN VINCENT